عصری سماج کی معاشی سرگرمیوں میں اخلاق حسنہ کا کردار (سیرت طیبہ کے تناظر میں)

☆ڈاکٹر ثناءاللہ الازہری

☆☆ ڈاکٹر ظہوراللہ الازھری

Abstract

Ethics and economy positively correlate with each other. Islam has a strong relation with both economy and ethics. Mentioning him (SAW) as a great moral character, the Holy Quran refers towards the life of the prophet (SAW) in order to learn the moral values. The current paper studies the seerah of the Holy Prophet (SAW) to know how in the contemporary age his teachings can provide solutions regarding the issues related to economy. It is argued that he proved through his character and teachings that by adopting the economic and moral system of Islam, one can spend a good moral and prosperous life.Moreover, a careful study of his Sunnah also suggests that one cannot get success in his economic life without building a good moral character. Therefore, it is suggested that adoption of Islam as a moral and economic system will ensure success not in the world but the world hereafter as well.

اخلاق اور معیشت دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے بلکہ اسلامی معاشرے میں اخلاق کا زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ انسان کی اخلاقی حالت بہتر ہونے کی وجہ سے وہ ہر جگہ پر مقبول ہوتا ہے ہر انسان اس سے مل کر خوش ہوتا ہے وہ جس جگہ بھی جاتا ہے اسے اس کے چاہنے والے مل جاتے ہیں وہ بات کرتا ہے تو لوگ اسکی بات کو غور سے سنتے ہیں وہ بات خواہ دین کی ہو یا دنیا کی وہ سیاست کی بات ہو یا معیشت کی۔اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو اخلاقیات کا معاشی سرگرمیوں میں بھرپور کردار ہوتا ہے۔اسی طرح معاشی سرگرمیاں بھی معاشرے کے اخلاق پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔قرآن کریم نے مال اور اولاد کو آزمائش قرار دیا ہے۔پس کثرت مال وبال جان ہو سکتا ہے اور مال و دولت کی کمی بھی انسان کے لئے فتنے اور ابتلا کا پیش خیمہ بن سکتی ہے اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو اس ریسرچ میں دو پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے ایک تو یہ کہ کس طرح سے معیشت اور اخلاق دونوں ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم عربیہ واسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور، پاکپتن کیمپس

☆☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور

دوسرا یہ کہ انسان کا معاشی پہلو اسکے لئے کیسے مصیبت بن سکتا ہے اور ان دونوں میں سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امت مسلمہ کی کیا راہنمائی کرتی ہے ؟اور ان دونوں مشکلات سے کیسے بچا جا سکتا ہے ؟اسلام سب سے پہلے اعلی اخلاقی اقدار کا پیغامبر ہے یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق [1] "مجھے اس لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ میں اخلاقیات کی تکمیل کردوں"

اسی وجہ سے اسلام نے اخلاق کو عقیدے کے ساتھ متصل کر دیا اور فرمایا:من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ، من کان یومن باللہ والیوم الاخرفلا یوذی جارہ من کان یومن باللہ والیوم الاخرفلیقل خیرا او لیصمت[2]

"جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ یا تو اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے"

اسی طرح اخلاقیات کو عبادات سے بھی متصل کر دیا فرمایا:رب قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر و رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع[3]

"ممکن ہے کہ کسی کو رات کے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ بھی نا ملے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی روزہ رکھنے والے کو سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ بھی نہ ملے"

اخلاق کی اہمیت کو اور مزید واضح کر کے بیان فرمایا:

من لم یدع قول الزور و العمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہ[4]

"جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا اللہ تعالی کو اس کے کھانا اور پینا چھوڑ دینے کا محتاج نہیں ہے"

اسی طرح اسلام نے معاملات کو بھی اخلاق سے جوڑ دیا ہے جیسا کہ صدق وامانت،عدل واحسان،نیکی اور رحمت۔

اسلام نے مسلمان کی زندگی کی سرگرمیاں اخلاق سے جوڑدی ہیں۔اسلام میں علم واخلاق،سیات واخلاق،اقتصاد واخلاق،جنگ و اخلاق سب کو لازم وملزوم قرار دیا ہے۔حتی کہ اسلام نے اخلاق کو عام انسانی اقدار کے ساتھ بھی لازم رکھا جس میں تمام مذاہب بلکہ پوری انسانیت شامل ہے جیسے فکری آزادی،عزت نفس،عدل وانصاف،اعتدال،حقوق انسانی کا احترام،مساوات،کمزوروں پر رحم کرنا۔

درج ذیل بحث اسلامی اقتصاد میں اخلاق کا کردار ہے اس کی اہمیت،عظمت اور اثرات،پیداوار میں اس کے انتشار میں اس لحاظ سے اسلامی اقتصاد دوسرے تمام نظام اقتصاد جو اسلام کے علاوہ متداول ہیں ان سے ممتاز کرتا ہے کیونکہ یہ صرف اقتصاد نہیں اخلاق بھی ہے۔

جب ہم معاشی سر گرمیوں کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں تو اعلی اقدار کی مندرجہ ذیل جہات نظر آتی ہیں:
ا۔ ربانی معیشت اور اخلاقی اقدار ۲۔ اخلاقی معیشت ۳۔ ذرائع پیداوار میں اعلی اخلاقی اقدار ۴۔ پیداوار کے استعمال اور اخراجات میں اعلی اخلاقی اقدار

ان چار اعلی اقدار کے رسد طلب اور تقسیم و توزیع پر بڑے گہرے آثار اور ثمرات مرتب ہوتے ہیں، اس سے قبل کہ ہم طلب اور رسد کی طرف جائیں ان چار اعلی اقدار کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

ا۔ ربانی معیشت اور اخلاقی اقدار:

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

يَآيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ [55]

"لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن"

اللہ تعالی نے واضح فرمادیا کہ اس زمین میں بہت کچھ پایا جاتا ہے لیکن ہر خوبصورت اور لذیذ چیز تمہارے لئے نہیں بلکہ وہی چیزیں آپ استعمال کر سکتے ہیں جو آپ پر حرام نہیں کی گئی اور جو حرام ہیں وہ بے شک کتنی ہی زیادہ خوبصورت لذیذ، سائنسی علوم سے تائید یافتہ کچھ بھی ہو وہ آپ کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ یہ شریعت محمدی ﷺ آخری شریعت ہے جو حلال کر دیا گیا قیامت تک وہی حلال ہوگا اور جو حرام کر دیا گیا قیامت تک وہی حرام ہو گا کسی انتظار یا گنجائش کی ضرورت نہیں کہ شاید حضرت سیدنا محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اور آکر کوئی کمی یا زیادتی کر سکے گا بالکل نہیں بلکہ سیرت مصطفی ﷺ ہی مسلمانوں کے لئے پہلی اور آخری سیڑھی ہے جس کے ذریعے سے وہ اللہ تعالی کی ذات اقدس کا قرب حاصل کر سکتے ہیں یہی اسوہ حسنہ ہے جس پر عمل کر کے دین و دنیا کی کامیابیاں و کامرانیاں ان کے قدم چوم سکتی ہیں۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو نظام زندگی حضور ﷺ نے دیا ہے وہ شامل و کامل ہے، جامع و مانع ہے کسی قسم کی کمی اور زیادتی سے مبرا ہے، متوازن و معتدل ہے جس میں عبادات بھی ہیں جو انسان کو اللہ کا قرب دلاتی ہیں۔ اس میں اخلاق بھی ہیں جو نفس انسانی کو پاک کرتے ہیں اس میں قوانین بھی ہیں جو حلال و حرام کی پہچان کرواتے ہیں اور عدل و انصاف کی فضا بھی قائم کرتے ہیں۔ انسان کی انفرادی زندگی کو اجتماعی زندگی سے جوڑتے ہیں، مساوات حقوق فرائض کا تعین کرتے ہیں اسی طرح اس میں سزائیں بھی ہیں جن نے ذریعے اللہ کی حدود اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ شریعت محمدی ﷺ کے ان روشن روشن اور اجلے اجلے پہلوؤں کی طرف دیکھا جائے تو حضور ﷺ کے لایا ہوا معاشی نظام اپنی ایک خاص اہمیت اختیار کر جاتا ہے

کیونکہ اس دنیا میں باقی جتنے بھی معاشی نظام ہیں وہ اخلاقیات اور اعلی اقدار سے یکسر خالی نظر آتے ہیں ان تمام نظاموں میں روٹی سب سے بڑا ہدف ہے اور اس کا محور و مرکز پیٹ کی بھوک اور نفس کی شہوت ہے معیشت ان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ان کا سارے کا سارا علم معیشت کے گرد گھوم رہا ہے۔ان دونوں قسم کے معاشی نظاموں میں بڑا فرق یہی ہے کہ حضور ﷺ نے خود ہی زندگی کا بہترین نمونہ پیش کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ دیکھو معاشی سر گرمیاں زندگی گزارنے کا وسیلہ ضرور ہیں لیکن زندگی کا مقصد نہیں ہیں۔ان مادی وسائل کو ضرورت کے مطابق استعمال کرنا سیکھیں ورنہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ،حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ A[6]

"تم کو کثرت مال کی خواہش نے غافل رکھا. یہاں تک کہ قبروں میں جا پہنچے"

کہیں ایسا نہ ہو کی یہ والی بات پوری ہو جائے اور قبر و آخرت میں ندامت و شرمندگی اور عذاب و عقاب کے شدید ترین مراحل سے گزرنا پڑ جائے۔آقا کریم ﷺ کا ارشاد ہے:لا يبلغ عبد درجة المتقين حتى يدع مالا باس به حذرا مما به باس[7]

اللہ کا بندہ اس وقت تک متقین کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جب وہ احتیاط کرتے ہوئے ایسا کام چھوڑ دے جو ممنوع تو نہ ہو مگر اس کے کرنے سے کسی ممنوع کام کی طرف میلان ہو جانے کا خطرہ ہو۔

ایک انتہائی اہم بات جو عام مسلمان اپنی معاشی سر گرمیوں میں جس کا خیال نہیں رکھتا وہ یہ ہے کہ اس کے لئے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے وہ مال کہاں سے اور کیسے کمارہا ہے اور کہاں اور کیسے خرچ کر رہا ہے کیونکہ حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال اسلام کی نظر میں حلال نہیں ہے اگرچہ وہ حلال چیزوں پر ہی خرچ کیا جائے۔ مثلا سود کا پیسہ بے شک دینی مدرسے پر ہی کیوں نہ خرچ کیا جائے ،یتیموں کی بہبود، حفظ قرآن ، غریب مریضوں کے علاج میں ہی کیوں نہ صرف کیا جائے ، اسلام اس کو انفاق فی سبیل اللہ کے دائرے سے خارج کرتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله طيب ولا يقبل الا الطيب[8] "اللہ تعالی پاک ہے اور وہ پاک چیزوں کو ہی پسند کرتا ہے"

اسلامی معیشت میں ربانی اقدار کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے مال میں خلیفہ ہے کیونکہ وہ تمام قوتیں جن کے ذریعے مال کمایا گیا وہ تمام وسائل جن سے مال حاصل کیا گیا سب کے سب اللہ تعالی کے عطا کردہ ہیں اس لئے جو مال حاصل کیا گیا وہ انسان کا اپنا ذاتی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ بھی اللہ ہی کا ہے اس کو انسان اسی طرح خرچ کر سکتا ہے جس طرح اللہ تعالی نے اسے حکم دیا ہے۔ یہ بھی تھا کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں وہ ہمارے جسم پر نہیں ہونے چاہیے لیکن حضور ﷺ نے کعبہ مشرفہ کو جب پاک کرنا چاہا حکم خداوندی نازل ہوا فرمایا:يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [9]

"اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور اگر تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تم غریب ہو جائو گے اللہ نے چاہا تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا، بے شک اللہ تعالی جاننے والا اور حکمت والا ہے"

تاریخ اسلام کا یہ ایک بہت ہی نازک موڑ تھا کیونکہ مشرکین مکہ کو ننگے ہو کر طواف کرنے سے کافی آمدنی ہوتی تھی لیکن چونکہ جس عمل سے آمدنی ہو رہی تھی وہ غلط تھا، ناپاک تھا اسلئے حضور ﷺ نے اس بیش قیمت آمدنی کم ہونے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر حج حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہجرت کے نویں سال میں بھیجا تاکہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی ننگا ہو کر اللہ کے گھر کا طواف کرے گا:

الا یحج بعد ھذا العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان[10]

"اس سال کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کرے گا"

اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیاحت کے شعبے سے مال جمع کرنے کے لئے شراب کو حلال اور حرام کاموں کو حلال مثلاً رقص و سرود کی محافل کا انعقاد، بیرون ممالک کے وفود کے لئے خوبصورت عورتوں کا انتظام جو انہیں رفاقت دیں اور استقبال کریں، یہ سب حرام کاموں میں شمار ہوتا ہے اور ان کے ذریعے سے جتنا مال بھی حاصل کیا جائے گا وہ حرام مال کی فہرست میں آئے گا۔

اخلاقی معیشت:

اسلامی نظام معیشت کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ صرف معیشت نہیں ہے بلکہ اخلاق و معیشت کا حسین امتزاج ہے اور اس میں عام طور پر جو باریک نقطہ لوگوں کی سمجھ سے بالاتر رہتا ہے وہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے مطابق اعلی اخلاق اقدار کی کوئی اہمیت نہیں مال جمع کرنے کے عمل میں مال کماؤ اگرچہ اعلی اخلاقی کردار کو پاؤں تلے روند ہی کیوں نہ ڈالا جائے کوئی فرق نہیں پڑتا، معاشی نظام سے اخلاقی نظام دور رہے گا۔ یہاں سے سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ اسلامی معاشی نظام متصادم ہو جاتا ہے کیونکہ اسلامی معاشی نظام میں نظام معیشت نظام الخالق سے جدا نہیں ہے اسی طرح دین سیاست سے جدا نہیں ہے دین کی اخلاق تعلیمات اسلام کے نظام زندگی پر محیط ہیں۔ اسلام دین و دنیا کا حسین امتزاج ہے اور اپنے ماننے والوں کو اسی توازن کی تعلیم دیتا ہے کہ نہ تو وہ دنیا چھوڑ کر رہبانیت اختیار کر لیں اور نہ ہی وہ دین چھوڑ کر صرف معاشی سر گرمیوں میں ہی مصروف رہ کر اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔ کیونکہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے ایمان و اخلاق کا پابند ہے۔ غیر مسلم کی طرح آزاد نہیں ہے کہ جو وہ سوچے کر گزرے یا اسے اپنا قانون بنالے اور اس پر ہی عمل کرنا شروع کر دے جیسا کہ ہم جنس پرستی کا قانون مغربی ممالک میں صرف لوگوں کی اپنی ذاتی خواہش کی بنیاد پر بنا دیا گیا ہے اور سب کو آزادی دے دی گئی ہے کہ سب لوگ ایسا کر سکتے

ہیں جس عورت کادل کرے کسی عورت سے جنسی تعلقات قائم کرے جس مرد کادل چاہے کہ کسی مرد سے جنسی تعلقات قائم کرے کوئی پابندی نہیں۔اسلامی نظام زندگی میں ایسا ممکن نہیں ہے۔

اسی لیے اسلام نے لہو ولعب وکاروبار تجارت اور اللہ کے ذکر کو ایک جگہ ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[11]

"اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نمازِ جمعہ کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر آپ جانتے ہو تو"

پھر ارشاد فرمایا: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَۨا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ[12]

"اور جب انہوں نے تجارت کی سرگرمیاں دیکھیں یالھو ولعب کی مجلسیں سجیں تو اس کی طرف بھاگ پڑے اور آپ کو نماز کی حالت میں کھڑا اکیلا چھوڑ گئے ان سے فرمادیجئے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس لھو ولعب اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالی بہتر رزق دینے والا ہے"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ[13]

"اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے۔طیب و حلال میں سے اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس انسان کو مال کثیر اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو پھر یہ انسان اپنی حدود سے نکل کر شیطان کی پیروی کرنا شروع کر دیتا ہے اور اللہ کی ذات اقدس کی نافرمانیاں اور خلاف ورزیاں کرنے لگتا ہے اسی خطرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے انسانو اس زمین میں سے جو حلال اور پاک ہے صرف وہی استعمال کرو اور شیطانی اعمال کی طرف نہ مصروف ہو جاؤ کہ جو قوتیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی ذات عطا فرمائے اور انہیں قوتوں سے تم اس کی نافرمانیاں کرنا شروع کر دو تو یہ کتنے بڑے ظلم کی بات ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يا عمرو نعما بالمال الصالح للمرء الصالح[14]

"اے عمرو پرہیزگار انسان کے لئے پاک اور صالح مال کتنا ہی اچھا امتزاج ہے"

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

ما نفعني مال قط ما نفعني مال ابی بکر[15]

"جتنا نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا اتنا کسی اور کے مال نے نہیں دیا"

اور آپ ﷺ کی دعا میں سے ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللھم انی اسالک الھدی و التقی والعفاف والغنی[16]

"اے میرے اللہ میں آپ سے ہدایت تقوی پاکیزگی اور غنا کا طلبگار ہوں"

پھر فرمایا:اللھم انی اعوذبک من الفقر والکفر[17] "اے میرے اللہ میں غریبی اور کفر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

اور پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

انک تذر و رثتک اغنیاء خیر من ان تذرھم عالۃ یتکففون الناس[18]

"آپ اپنے وارثوں کو بہتر ہے کہ غنا کی حالت میں چھوڑیں تاکہ وہ دوسروں کے رحم وکرم پر نہ ہوں"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

اعوذبک من شر فتنۃ الغنی ومن شر فتنۃ الفقر[19]"اے اللہ میں امیری کے فتنے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں اور غریبی کے فتنے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں"

کثرت مال انفرادی اور اجتماعی اعتبار سے فتنہ و فساد کا سبب ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ [20]

جان لو کہ تمہارے اموال اور اولادیں فتنہ ہیں اور بے شک اللہ کے پاس اجر عظیم ہے

پھر فرمایا:وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓي اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَزَاۗءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ [21]

"اور تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں ہمارے قرب کا ذریعہ نہیں ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پس انکے لئے دوچند ثواب ہے اسکے بدلے جو انہوں نے نیک اعمال کئے اور وہ اپنے مساکن میں پرامن ہونگے"

تو اگر ان تمام احادیث مبارکہ اور آیات کریمہ کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ دنیا کی جتنی زیادہ نعمتیں ہیں اگر اعتدال کے ساتھ استعمال کی جائیں تو انسان کے لیے راحت و سکون کا سبب بنتی ہیں جب ہمارے دل میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ یہ مال ہمارا نہیں ہے اللہ تعالی کا ہے تو ہمارے لئے اللہ کے راستے میں خرچ کرنا آسان ہو جائے گا۔

فعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ آی رجل من تمیم رسول اللہ ﷺفقالیارسولاللہﷺانی ذومال کثیر و ذو اھل و مال و حاضرہ فاخبرنی کیف اصنع و کیف انفق فقال رسول اللہ ﷺ تصل اقربائک و تعرف حق المسکین و الجار و السائل[22]

فرمایا کہ اپنے رشتے داروں کا خیال رکھو اور تمھیں پتہ ہونا چاہیے کہ مسکین کا حق کیا ہے ہمسائے کا حق کیا ہے اور سوالی کا حق کیا ہے۔

اور سورۃ بقرہ میں دو دفعہ یہ سوال آیا ہے کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ہیں ۱[23]

"اے محبوب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کن مدات میں مال خرچ کیا جائے"

توجواب آیا۔

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ [24]

"اے محبوب فرمادیجئے کہ جو آپ اپنے مال سے خرچ کرنا چاہتے ہو تو وہ والدین پر، اپنے غریب رشتے داروں پر، یتیموں پر مسکینوں پر، مسافروں پر خرچ کرو اور جو تم نیکی کروگے اللہ تعالی اس سے باخبر ہے۔"

اور پھر دوسری آیت میں پوچھا:

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْ ن [25]

"آپ سے پوچھتے ہیں کتنا خرچ کریں۔ آپ فرمادیجئے کہ اپنی ضرورت سے جتنا بچ جائے خرچ کریں اسی طرح اللہ تعالی آپ لوگوں کے لئے آیات کو واضح بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو"

اگر اللہ کی دی ہوئی نعمتیں توازن کے ساتھ استعمال کی جائیں تو فائدہ دے سکتی ہیں اور اگر افراط و تفریط اور غیر متوازن طریقے سے ان کو استعمال کیا جائے تو یہی خوبصورت نعمتیں انسان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں اور اللہ تعالی کے نزدیک بھی وہی انسان زیادہ عزت والا ہے جو نیک و پرہیزگار ہے خواہ وہ غریب و مسکین ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو کہ بخاری شریف میں وارد ہوئی ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا تو آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بڑے امیر اور اعلیٰ خاندان سے ہے جس لڑکی کا ہاتھ مانگے اسی سے ہی منگنی ہو جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو پوری ہو جائے اور اگر بات کرے تو سب لوگ بڑی توجہ سے اس کی بات سنیں پھر ایک دوسرا شخص گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ تو مسلمانوں میں سے غریب ترین آدمی ہے اگر یہ کسی لڑکی کا رشتہ مانگے تو کبھی بھی اس کو نہ ملے اگر کسی کی سفارش کرے تو کبھی بھی پوری نہ ہو اور اگر کوئی بات کہے تو کوئی بھی اس کی بات غور سے نہ سکے پھر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هذا خير من مل الارض [26] "یہ شخص دنیا کا بہترین انسان ہے"

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مال و متاع اور دنیوی حیثیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا بلکہ اصل قوت اور مال پاسائی کو قرار دیا۔

۳۔ ذرائع پیداوار میں اعلی اخلاقی اقدار:

کتاب وسنت کے مطابق ذرائع پیداوار میں بھی اعلی اخلاقی اقدار کا لحاظ کیا گیا ہے

۱۔ قدرتی نعمتوں کی پیداوار کا ذکر

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

اللہ الذی خلق السموت والارض و انزل من السما ماء[27]

"اللہ تعالی وہ ہے جس نے زمین وآسمان بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے رزق کے لئے پھل اگائے"

۲۔ حیوانی پیداوار کا ذکر

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ [28]

"اور جانور اسی نے پیدا کیے تمہارے لئے اس میں آسانی اور فائدے ہیں اور ان ہی سے تم کھاتے بھی ہو"

۳۔ نباتاتی پیدوار کا ذکر

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ [29]

"وہی اللہ نے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی نازل کیا جو تم پیتے بھی ہو اور اسی سے درخت اگتے ہیں جو مختلف خصوصیات کے حامل ہیں"

۴۔ سمندری پیدوار کا ذکر

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا [30]

"اور وہی اللہ ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت حاصل کر سکو"

۵۔ معدنیاتی پیدوار کا ذکر

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ[31]

"اور ہم نے ہی لوہا زمین پر اتارا جس میں شدید سختی ہے اور لوگوں کے لئے اس میں بہت سے فوائد رکھ دیے ہیں"

مندرجہ بالا تمام آیات کو پڑھنے والا قاری ممکن ہے اس سوال کے جواب کا منتظر ہو ان آیات میں اخلاقیات کہاں ہیں، جوابا عرض ہے کہ قرآن اگر ان سب پیداواری شعبوں کا ذکر کر رہا ہے تو اس کے پیچھے کوئی منطق ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات پر ایمان۔ اللہ کی نشانیاں دیکھ کر ان پیدواری اشیا کو استعمال کر کے اللہ کی ذات اقدس پر ایمان لانا اور حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ اسی نقطے کے ارد

گرد گھومتی نظر آتی ہے کہ کس طرح لوگوں کو اللہ کی مخلوقات کے عجائب و غرائب کی یاد دلا کر اللہ تعالی کی ذات عالیہ کے سامنے ان کے سر جھکانے کی کوشش کی جائے۔ یہی اخلاق ہے، یہی اعلی اقدار ہیں کیونکہ جب انسان اللہ کی ذات کے قریب ہو جاتا ہے تو مخلوق خدا کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اگر اللہ پاک سے انسان دور ہو جائے تو وہ انسانیت سے دور اور حیوانیت سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم آج کل کے معاشروں کی حالت دیکھ رہے ہیں کہ نظام معیشت میں ایمان و اخلاق کے عنصر کی عدم موجودگی سے لوگ ایک دوسرے کو پیسے کی بنیاد پر قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بھائی بھائی کی۔ بیٹا باپ کی جان لے لیتا ہے صرف اس لئے کہ اسے بہت بڑی جائیداد یا کاروبار تجارت مل جائے گا کیونکہ وہ اللہ کی ذات کو بھول چکا ہوتا ہے اس کے سامنے صرف مادی فوائد ہی رقص کر رہے ہوتے ہیں۔ روحانی اور ایمانی اور اخلاقی فوائد سے وہ کوسوں دور زندگی گزار رہا ہوتا ہے اس لئے نہ اس کی اپنی زندگی میں سکون ہوتا ہے اور نہ ارد گرد کے لوگوں کو سکون کی زندگی جینے دیتا ہے۔

معاشی سرگرمیاں عبادت و جہاد ہے۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے بعض فرامین درج ذیل ہیں:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ تعالی یحب المومن المحترف[32] "بے شک اللہ تعالی پیشہ ور مومن کو پسند کرتا ہے"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لان یغدو احدکم فیحتطب علی ظھرہ فیتصدق منہ و یستغنی بہ عن الناس خیر لہ من ان یسال رجلا اعطاہ او منعہ ذلک با ن الید العلیا افضل من الید السفلی[33]

تم میں سے کوئی کسی ایک پر صبح طلوع ہو پھر وہ اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لاد کر لائے اور پھر اس میں سے صدقہ کرے اور لوگوں سے وہ بے نیاز ہو جائے یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی سے سوال کرے (یعنی کسی آدمی کے آگے ہاتھ پھیلائے) وہ آدمی اس کو کوئی چیز دے یا نہ دے اور یہ اس لئے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کی معاشی سرگرمیاں تیز تھیں صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر یہ شخص اللہ کے راستے میں جہاد کر رہا ہوتا تو کیسا ہوتا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی روزی کمانے کے لئے نکلا ہے تو وہ جہاد پر ہے یعنی اللہ کے راستے میں ہے اور اگر وہ اپنے بوڑھے والدین کے لئے روزی کمانے نکلا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے۔ اگر وہ اپنے نفس کی عفت و پاکیزگی کو برقرار رکھنے کے لئے روزی کمانے نکلا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے اور اگر وہ دکھاوے اور فخر کرنے کے لیے مال اکٹھا کرنے نکلا ہے تو وہ شیطان کے راستے پر ہے[34]

۴۔ پیداوار کے استعمال اور اخراجات میں اعلی اخلاقی اقدار

پیداوار کے استعمال اور اخراجات میں اعلی اخلاقی اقدار کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

I. پیداوار کے استعمال میں اعلی اخلاقی اقدار

دنیا کے اکثر معیشت دان اس بات پر تو بہت زور دیتے ہیں کہ پیداوار میں اضافہ ہونا چاہیے لیکن کسی بھی چیز کی زیادہ پیداوار کسی قوم کی پاکیزہ زندگی کی ضمانت نہیں دیتی مثال کے طور پر اگر کوئی ملک اپنے وسائل کا نصف یا تیسرا حصہ صرف نشہ آور چیزوں کی پیداوار پر خرچ کر رہا ہو جس سے انسانی جسم آہستہ آہستہ کھوکھلا ہو جاتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ پیداوار کی زیادتی کے ساتھ اگر اس کا استعمال بہتر نہیں بنایا جاتا تو ممکن ہے کہ وہ پیداوار کی زیادتی مجموعی طور پر قوم کی تباہی کا سبب بن جائے۔اسی طرح یہ بھی خطرناک بات ہو سکتی ہے کہ پیداوار تو زیادہ ہو لیکن لوگ اس کو استعمال کرنا چھوڑ دیں اگرچہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں بھی مجموعی طور پر قوم نقصان اٹھا سکتی ہے۔اسی لئے اسلام نے ایک طرف حلال پیداوار کے اضافے سے نہیں روکا تو دوسری طرف پیداوار کے استعمال پر بھی حوصلہ افزائی کی ہے اس کو بھی کم ہونے سے روکا ہے

ارشاد باری تعالی ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ [35]

"اے محبوب فرمادیجئے کہ کس نے حرام کیا ہے اس خوبصورتی اور رزق میں سے پاک چیزوں کو جن کو اللہ نے اپنے بندوں کے استعمال کے لئے پاک رزق پیدا فرمایا ہے"

II. اخراجات کے شعبے میں اعلی اخلاقی اقدار

انسان بڑی محنت سے کماتا ہے لیکن اگر خرچ کرنے میں اعتدال سے کام نہ لے تو بہت سے غیر ضروری کاموں پر زیادہ سرمایہ خرچ کردے گا اور کئی ضروری کام رہ جائیں گے جن کے لئے سرمایہ نہیں بچے گا۔دین محمدی ﷺ نے اخراجات کے شعبے میں بھی ہمیں اعلی اخلاقی اقدار سے نوازا ہے

ارشاد ربانی ہوتا ہے:

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللهُ ۭوَكَانَ اللهُ بِهِمْ عَلِـيْمًا[36]

"اور کیا تھا اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور آخرت کے دن پر اور خرچ کرتے اس میں سے جو اللہ نے انہیں رزق دیا ہے"

قرآن حکیم میں عباد الرحمن کی صفات بیان کرتے ہوئے اس صفتِ اعتدال کا یوں تذکرہ کیا ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا[37]

"اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ وہ خرچ کرنے میں تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان دونوں باتوں کے درمیان اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے "

اسی طرح اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنا ادئیگی فرض کے ساتھ ساتھ صدقہ وخیرات بھی شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابو مسعود الانصاری سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذ انفق المسلم نفقة على اہلہ وھو یحتسبها كانت لہ صدقة[38]

"اگر مسلمان نے اپنے اہل وعیال پر اللہ سے اجر کی نیت سے خرچ کیا تو یہ اسکے لئے صدقہ ہوگا"

خلاصہ بحث

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی سیرت طیبہ جہاں ایک مکمل نظام معیشت عطا کرتی ہے وہاں اس نظام معیشت کو بلا حدود و قیود اور مطلق العنان نہیں چھوڑ دیتی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اعلی اخلاقی اقدار کو بھی داخل کر دیتی ہے تاکہ اس کے مضر اثرات کا ساتھ ساتھ ہی علاج ہوتا رہے اور جن بے ضابطگیوں اور بے ترتیبیوں کے نقصانات کسی قوم کو بعد میں اٹھانے پڑیں اخلاقیات کے کردار کو معاشی سرگرمیوں میں نمایاں کر کے قوم کو ان نقصانات سے محفوظ بنا دیا جائے۔

حوالہ جات

[1] ا۔القضاعي، أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون، المصري(المتوفى:454ھ)مسند الشهاب، محقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي ناشر: مؤسسة الرسالة–بيروت طبعة: دوم،1407 – 1986،:192

[2] ۔ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني(المتوفى:273ھ)،السنن، تحقيق: شعيب الأرنؤوط-عادل مرشد-محمَّد كامل قره بللي-عَبد اللّطيف حرز الله ناشر: دار الرسالة العالمية بيروت طبعة: الأولى،1430ھ - 2009،:637۔

[3] ابن خُزيمة أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر السلمي النيسابوري(المتوفى:311ھ)الصحيح، تحقيق: ڈاکٹر محمد مصطفى الأعظمي ناشر: المكتب الإسلامي، طبعة: سوم1424ھ - 2003 م،:569۔

[4] ابن خُزيمة أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر السلمي النيسابوري(المتوفى:311ھ)الصحيح ، تحقيق: ڈاکٹر محمد مصطفى الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي طبعة: سوم،1424ھ - 2003،:958۔

[5] البقرة،۲: ۱٦۸

[6] التکاثر،۱۰۲: ۱۔۲

[7]ابن خُزَيمة، أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر السلمي النيسابوري (المتوفى: 311ھ) الصحيح، تحقيق: ڈاکٹر محمد مصطفی الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامی، طبعة: سوم، 1424ھ - 2003 ،: 958۔

[8]احمد بن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ھ) المسند، تحقيق: أحمد محمد شاكر ناشر: دار الحديث – القاهرة طبعة: الأولى، 1416ھ - 1995م،: 285

[9]سورة التوبہ ۹، :۲۸

[10]أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275ھ) السنن، تحقيق: شعَيب الأرنؤوط - محمَّد كامل قره بللي ناشر: دار الرسالة العالمية الطبعة: اول 1430ھ - 2009 م ،: 318

[11]الجمعة، ۶۲ :۹

[12]الجمعہ، ۶۲ :۱۱

[13]البقرہ، ۲: ۱۶۸

[14]بخاری، بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256ھ) الادب المفرد، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي ناشر: دار البشائر الإسلامية – بيروت طبعة: سوم، 1409 -1989،: 299

[15]ابن ماجة، ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273ھ) السنن، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله ناشر: دار الرسالة العالمية طبعة: اول، 1430ھ - 2009 ،: 70

[16]ابن الاثیر، امجد الدين بو السعادات المبارک بن محمد الجزري (المتوفى: 606ھ) جامع الأصول في أحاديث الرسول، تحقيق : عبد القادر الأرنؤوط، ناشر: مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان طبعة: اول،: 340

[17]الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان ا(المتوفى: 807ھ) موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان: 94، تحقيق: حسين سليم أسد الدّاراني - عبده علي الكوشک، ناشر: دار الثقافة العربية، دمشق طبعة: اول، (1411 - 1412ھ) = (1990 م -1992 م)

[18]ابن ماجہ، ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273ھ) السنن، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله ناشر: دار الرسالة العالمية طبعة: الأولى، 1430ھ - 2009 م،: 251

[19]البانی، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري (المتوفى: 1420ھ) مُختَصَر صَحِيحُ الإمَامِ البُخَارِي، ناشر: مكتَبة المَعارف للنَّشْر والتوزيع، الرياض طبعة: اول، 1422ھ - 2002 م،: 128

[20]الانفال، ۸:۲۸

[21]السبا، ۳۴:۔۳۷

[22]احمد بن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ھ) المسند، محقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، اشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي ناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، 1421ھ - 2001 م ،: 386

[23]البقرہ،۲:۲۱۵

[24]ایضا

[25]البقرہ،۲:۲۱۹

[26]ابن ماجة أبوعبدالله محمد بن يزيد القزوينی، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273ھ) السنن، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي ناشر: دار إحياء الكتب العربية- فيصل عيسى البابي الحلبي مصر،:1379

[27]ابراھیم،۱۴: ۳۲

[28]النحل،۱۶:۵

[29]النحل،۱۶:۱۰

[30]النحل،۱۶:۱۴

[31]الحدید،۵۷:۲۵

[32]القضاعی، ابوعبدالله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون المصري (المتوفى:454ھ) مسند الشهاب، تحقيق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي ناشر: مؤسسة الرسالة–بيروت طبعة: دوم،1407 – 1986،:149

[33]احمد بن حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ھ) المسند، تحقيق: شعيب الأرنؤوط-عادل مرشد، إشراف: دعبدالله بن عبدالمحسن التركي الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى،1421ھ - 2001 م،:135

[34]ابوبکراحمد بن الحسين بن علي بيهقى، علاءالدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني، السنن الكبرى، ناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدرآباد طبعة: طبعة اول. 1344 ھ،:25

[35]الاعراف،۷:۳۲

[36]النسا،۴:۳۹

[37]الفرقان،۲۵: ۶۷

[38]ابوبکر أحمد بن الحسين بن علي بيهقى اعلاءالدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني، السنن الكبریٰ، ناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدرآباد طبعة: طبعة اول. 1344 ھ،:25